سوموار
۲۹۔ اگست ۱۹۹۴ء

احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے

روزنامہ **الفضل** ربوہ
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۳۵۴
فون: ۴۴۹
ایڈیٹر: نسیم سیفی

جلد ۴۴-۷۹ نمبر ۱۹۱ | سوموار - ۲۰ - ربیع الاول - ۱۴۱۵ھ ' ۲۹ - ظہور ۱۳۷۳ ہش ' ۲۹ - اگست ۱۹۹۴ء

تزکیہ نفس میں ہی کامیابیوں کا راز پنہاں ہے

جو شخص خدا کو خوش کرنا چاہتا ہے اور چاہتا ہے کہ اس کی دنیا ٹھیک ہو جاوے ' خود پاک دل ہو جاوے ' نیک بن جاوے اور اس کی تمام مشکلات اور دکھ دور ہو جاویں اور اس کو ہر طرح کی کامیابی اور فتح و نصرت عطا ہو تو اس کے واسطے اللہ تعالیٰ نے ایک اصول بتایا ہے (-) کامیاب ہو گیا۔ بامراد ہو گیا وہ شخص جس نے اپنے نفس کو پاک کر لیا۔ تزکیہ نفس میں ہی تمام برکات اور فیوض اور کامیابیوں کا راز پنہاں ہے۔

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

بت پرستوں کا شرک تو موٹا ہوتا ہے کہ پتھر بنا کر پوجا کرتے ہیں یا کسی درخت یا اور شئے کی پرستش کرتے ہیں اس کو تو ہر ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ یہ باطل ہے۔ یہ زمانہ اس قسم کی بت پرستی کا نہیں ہے بلکہ اسباب پرستی کا زمانہ ہے اگر کوئی بالکل ہاتھ پاؤں توڑ کر بیٹھ رہے اور سست ہو جاوے تو اس پر تو خدا کی لعنت ہوتی ہے لیکن جو اسباب کو خدا بنا لیتا ہے وہ بھی ہلاک ہو جاتا ہے۔ میں سچ کہتا ہوں کہ اس وقت یورپ دو شرکوں میں مبتلا ہے۔ ایک تو مردہ کی پرستش کر رہا ہے اور جو اس سے بچے ہیں اور مذہب سے آزاد ہو گئے ہیں وہ اسباب کی پرستش کر رہے ہیں اور اس طرح یہ اسباب پرستی مرض دق کی طرح لگی ہوئی ہے اور یورپ کی تقلید نے اس ملک کے نوجوانوں اور نو تعلیم یافتہ لوگوں کو بھی ایسی مرض میں مبتلا کر دیا ہے۔

(ملفوظات جلد سوم ص ۳)

واقفین بچوں میں خوش مزاجی اور تحمل پیدا کریں

○ حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع فرماتے ہیں۔

"بچپن سے ایسے بچوں کے مزاج میں شگفتگی پیدا کرنی چاہئے ترش روئی وقف کے ساتھ پہلو بہ پہلو نہیں چل سکتی۔ ترش رو واقفین ہمیشہ جماعت میں مسائل پیدا کیا کرتے ہیں اور بعض دفعہ خطرناک فتنے بھی پیدا کر دیا کرتے ہیں۔ اس لئے خوش مزاجی اور اس کے ساتھ تحمل یعنی کسی کی بات کو برداشت کرنا' یہ دونوں صفات واقفین بچوں میں بہت ضروری ہیں۔

(از خطبہ ۱۰۔ فروری ۱۹۸۹ء)

انسانی زندگی کی مثال برف کی طرح ہے جو پگھلتی رہتی ہے

(حضرت امام جماعت احمدیہ الاول)

انسان کو چاہئے کہ نئے چاند کو دیکھ کر اپنی عمر رفتہ پر نظر ڈالے اور دیکھے کہ میری عمر میں سے ایک ماہ اور کم ہو گیا ہے اور نہیں معلوم کہ آئندہ چاند تک میری زندگی ہے کہ نہیں۔ پس جس قدر ہو سکے وہ خیر و نیکی کے بجالانے میں اور اعمال صالحہ کرنے میں دل و جان سے کوشش کرے اور سمجھے کہ میری زندگی کی مثال برف کی تجارت کی مانند ہے۔ برف چونکہ پگھلتی رہتی ہے اور اس کا وزن کم ہوتا رہتا ہے اس لئے اس کے تاجر کو بڑی ہوشیاری سے کام کرنا پڑتا ہے اور اس کی حفاظت کا وہ خاص اہتمام کرتا ہے ایسے ہی انسان کی زندگی کا حال ہے۔ جو برف کی مثال ہے۔ کہ اس میں سے ہر وقت کچھ نہ کچھ کم ہوتا ہی رہتا ہے اور اس کا تاجر یعنی انسان ہر وقت خسارہ میں ہے۔ ۶۴۔ ۶۵ سال جب گزر گئے اور اس نے نیکی کا سرمایہ کچھ بھی نہ بنایا تو وہ گویا سب کے سب گھاٹے میں گئے۔ ہزاروں نظارے تم آنکھ سے دیکھتے ہو۔ اپنے بیگانے مرتے ہیں۔ اپنے ہاتھوں سے تم ان کو دفن کر کے آتے ہو اور یہ ایک کافی عبرت تمہارے واسطے وقت کی شناخت کرنے کی ہے۔ اور نیا چاند تمہیں سمجھاتا ہے کہ وقت گزر گیا ہے اور تھوڑا باقی ہے اب بھی کچھ کر لو۔ لمبی لمبی تقریریں اور وعظ کرنے کا ایک رواج ہو گیا ہے ورنہ سمجھنے اور عمل کرنے کے لئے ایک ہی لفظ کافی ہے۔ کسی نے اس کی طرف اشارہ کر کے کہا ہے۔

مجلس وعظ رفتنت ہوس است
مرگ ہمسایہ واعظ تو بس است

پس ان روزانہ موت کے نظاروں سے جو تمہاری آنکھوں کے سامنے اور تمہارے ہاتھوں میں ہوتے ہیں عبرت پکڑو اور خدا تعالیٰ سے مدد چاہو۔ اور کاہلی اور سستی میں وقت کو ضائع مت کرو۔

(از خطبہ عید ۲۴ جنوری ۱۹۰۴ء)

تم اگر چاہتے ہو کہ آسمان پر تم سے خدا راضی ہو تو تم باہم ایسے ایک ہو جاؤ جیسے ایک پیٹ میں سے دو بھائی۔ تم میں سے زیادہ بزرگ وہی ہے جو زیادہ اپنے بھائی کے گناہ بخشتا ہے۔ اور بدبخت ہے وہ جو ضد کرتا ہے اور نہیں بخشتا۔ سو اس کا مجھ میں حصہ نہیں۔ خدا کی لعنت سے بہت خائف رہو کہ وہ قدوس اور غیور ہے۔

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

نمایاں کامیابی

○ عزیزہ مکرمہ فوزیہ ناصر صاحبہ بنت مکرم ناصر احمد صاحب چیف انجینئر سوئی ناردرن گیس ۶۷ راوی بلاک۔ علامہ اقبال ٹاؤن لاہور نے امسال میٹرک کے سالانہ امتحان ۹۴ء (سائنس گروپ) میں ۷۷۶/۸۵۰ نمبر حاصل کئے ہیں اور سائنس گروپ کی طالبات میں لاہور بورڈ میں تیسری پوزیشن حاصل کی ہے۔
احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ عزیزہ موصوفہ کو یہ اعزاز مبارک فرمائے اور مزید نمایاں کامیابیوں کا پیش خیمہ بنائے۔

(نظارت تعلیم)

ولادت

○ مکرم اعجاز احمد صاحب مقیم ٹورنٹو (کینیڈا) ابن مکرم چوہدری محمد ابراہیم صاحب دیالگڑھی ربوہ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ۱۸۔ جولائی ۹۴ء کو دوسرے بیٹے سے نوازا ہے۔ حضرت صاحب نے ازراہِ شفقت بچے کا نام آصف اعجاز عطاؔ فرمایا ہے۔ بچہ وقف نو میں شامل ہے نومولود مکرم محمد ابراہیم بھامبڑی صاحب صدر محلہ دارالنصر غربی ربوہ کا نواسہ ہے اللہ تعالیٰ بچے کو نیک اور خادم دین بنائے۔

روزنامہ
الفضل
ربوہ

پبلشر: آغا سیف اللہ - پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس - ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی - ربوہ

قیمت
دو روپیہ

۲۹- ظہور ۱۳۷۳ ھش ۲۹- اگست ۱۹۹۴ء

حفظِ مراتب

گر حفظِ مراتب نہ کنی زندیقی۔ یعنی اگر کوئی مراتب کا خیال نہ رکھے تو وہ ایسا ہی ہے جیسے زندیق۔ مراتب کا خیال رکھنے میں اپنا بھی فائدہ ہے اور معاشرہ کا بھی۔ اپنا کردار بھی اس سے نکھرتا ہے اور دوسروں کو بھی اس سے حوصلہ ملتا ہے۔ بات کرنے کو تو انسان جس طرح چاہے بات کرلے۔ آخر لوگ اپنی زبان گندی کرکے گالیاں بھی تو نکال لیتے ہیں۔ بڑوں سے تُو تُو مَیں مَیں کرلیتے ہیں اور انہیں اوئے کہہ کر بھی بلا لیتے ہیں۔ لیکن وہ نہیں جانتے کہ یہ بات اس گینتی کی طرح ہے جو چکر لگا کر اپنے ہی اوپر آگرتی ہے اور ایسا وار کرتی ہے کہ ڈھیر کرکے رکھ دیتی ہے۔

کہتے ہیں با ادب بانصیب۔ بے ادب بے نصیب۔ بظاہر بے ادب ترقی کے زینہ پر چڑھتا بھی نظر آئے تو آخر اسے گرنا ہی گرنا ہے۔ اور جتنی بلندی سے گرے گا اتنی زیادہ چوٹ لگے گی۔ اس چوٹ پر وہ چیخے یا چلائے ہو گا یہ اس کا اپنا ہی کام۔ کسی اور کو ملامت کرنے کی بجائے اسے خود ہی کو ملامت کرنا بہتر ہے۔

یہ بات طبیعت کی بھی ہوگی۔ شائد کوئی شخص پیدائشی طور پر بھی ایسا ہو لیکن زیادہ تر تربیت کی بات ہے۔ جو والدین اپنے بچوں کے منہ سے کسی کی خفت کے الفاظ سنکر خوش ہوتے ہیں وہ اپنے بچے کو منہ پھٹ بنا دیتے ہیں اور اگرچہ وہ نادانستہ طور پر منہ پھٹ بنتا ہے لیکن آخر نقصان اسی کو ہوتا ہے حضرت امام جماعت الثانی (ہماری دلی دعائیں ان کے لئے) ایک کہانی سنایا کرتے تھے کہ کس طرح ماں نے بچے کو چوری چکاری پر پچکارا اور آخر وہ قاتل بن گیا اور جب اسے پھانسی دی جانے لگی تو اس نے خواہش کا اظہار کیا کہ وہ اپنی ماں سے بات کرنی چاہتا ہے ماں کو بلایا گیا اور وہ بات سننے لگی تو اس نے کہا ماں کان ذرا قریب لاؤ۔ جب وہ کان اس کے منہ کے قریب لے گئی تو اس نے کان دانتوں میں دبا لیا اور کہا تم نے مجھے پھانسی کے تختہ پر چڑھایا ہے۔ بات تو ٹھیک تھی اگر ماں اسکی اچھی تربیت کرتی تو وہ اس سزا کا مستحق کیوں قرار دیا جاتا۔

جو لوگ بے ادب ہیں اور مراتب کا خیال نہیں رکھتے انہیں جاننا چاہئے کہ ان کے والدین نے انہیں بگاڑا ہے۔ اور والدین کو جان لینا چاہئے کہ ان کی تربیت کا انکی اولاد کے کردار پر بہت گہرا اثر پڑتا ہے۔ جو لوگ بات بات پر لال پیلے ہو جاتے ہیں اور بُڑبُڑ کرنے لگتے ہیں بلکہ باآوازِ بلند ناشائستہ جملے کہتے ہیں وہ دراصل اپنے والدین کی طرف سے تربیت کی کوتاہی کا اظہار کرتے ہیں۔

دل میں جو کچھ ہے وہ زباں پر ہو
فرش پر ہو کہ آسماں پر ہو
غیر سمجھے کہ آرہا ہے تیر
ہاتھ اس طرح سے کماں پر ہو

ابو الاقبال

رکھتے ہو مرے حال پہ ہر آن نظر تم
میں کچھ بھی نہیں میرے نہ بن جاؤ اگر تم

شاہد ہیں سبھی لوگ مری بے ہنری کے
دیتے ہو مگر کھل کے مجھے دادِ ہنر تم

آنکھوں میں بسالوں تمہیں میں دل میں بٹھالوں
مل سکتے ہو کیا مجھ سے کبھی بارِ دگر تم

میں اپنی امنگوں کو سمجھتا ہوں دعائیں
اور یہ بھی کہ ہو میری دعاؤں کا اثر تم

گُم گشتگی راہ کا امکان نہیں ہے
ہر رہروِ منزل کی جو بن جاؤ ڈگر تم

کشتی کو سنبھالے سے سنبھالا نہیں ملتا
تم جس کا کنارا ہو اُسی کے ہو بھنور تم

لوگوں میں ہوں موجود مگر اُن سے جدا ہوں
دل تم ہو مری روح ہو تم میری نظر تم

زندوں کی طرح جی کے زمانے کو دکھاؤ
ایسا تو جبھی ہوگا کہ ہو زندہ اگر تم

کھویا تھا کہاں خود کو کہاں ڈھونڈ رہے ہو
معلوم ہے آ پہنچے ہو اب کس کے نگر تم

تم جو کہ نسیم اپنی خبر سے بھی ہو محروم
دنیا کو ہر اک بات کی دیتے ہو خبر تم

نسیم سیفی

سچی خوشحالی حقیقت میں ایک متقی ہی کے لئے ہے جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے کہ اس کے لئے دو جنت ہیں۔ متقی سچی خوشحالی ایک جھونپڑی میں پاسکتا ہے جو دنیادار اور حرص و آز کے پرستار کو رفیع الشان قصر میں بھی نہیں مل سکتی۔ جس قدر دنیا زیادہ ملتی ہے اسی قدر بلائیں زیادہ سامنے آجاتی ہیں۔

پس یاد رکھو کہ حقیقی راحت اور لذت دنیادار کے حصہ میں نہیں آتی یہ مت سمجھو کہ مال کی کثرت عمدہ عمدہ لباس اور کھانے کسی خوشی کا باعث ہو سکتے ہیں ہرگز نہیں۔ بلکہ اس کا مدار ہی تقویٰ پر ہے۔

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

ارشادات حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع

افکارِ عالیہ

حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع فرماتے ہیں:-

مذہبی دنیا میں یہ Waste Product ہے جو بنی نوع انسان کے لئے تباہی کے سامان کرتی ہے اور بعض دفعہ جس طرح دنیا میں بھی بعض چیزوں میں Waste زیادہ ہو جاتا ہے اور جو چیز حاصل ہوتی ہے وہ بہت تھوڑی ہوتی ہے۔ اسی طرح بدقسمتی سے بعض دفعہ انسانوں پر ایسے دور آتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے اصلاحی نظام سے گزرتے ہوئے بہت کم ہیں ان میں جو فائدہ اٹھائیں اور ایک بھاری تعداد ہے جو Waste Material کے طور پر ایک طرف پھینک دی جاتی ہے۔ چنانچہ حضرت نوح علیہ السلام کے زمانے میں آپ دیکھیں اسی طرح کا ایک روحانی کارخانہ جاری ہوا تھا جیسے ہر نبی کے زمانے میں جاری ہوتا رہا لیکن بنی نوع انسان کی ایک بھاری تعداد ایسی تھی جو Waste Material تھا اور بہت تھوڑے تھے جو کارخانے سے اپنی آخری مکمل صورت میں نکھر کر دنیا کے سامنے ظاہر ہوئے۔ پس خدا تعالیٰ نے ان نکھرے ہوئے وجودوں کو تو بچا لیا اور Waste Material کو ضائع کر دیا۔ بنی نوع انسان کے پاس ایسا کوئی طریق نہیں ہے کہ وہ Wast Material سے کلیتہً نجات حاصل کر سکیں۔ اس لئے مذاہب کے Waste جمع ہوتے ہوئے بالآخر یعنی وہ Waste جن کو عبرت کا نشان بنا کر یا اور صورتوں میں یا بعض بعد کے فوائد کے لئے باقی رکھا جاتا ہے۔ بعض دفعہ Recycle کرنے کے لئے بھی Waste کو باقی رکھا جاتا ہے' وہ Waste مغضوب بن کر اور ضالین بن کر بنی نوع انسان کو مصیبت ڈال دیتے ہیں۔

یہاں خدا تعالیٰ نے لفظ مغضوب علیہم رکھا ہے- یہ نہیں فرمایا کہ خدا ان پر غضب ناک ہوا۔ مغضوب کا مطلب ہے وہ لوگ جن پر غضب کا مورد بنائے گئے یا بنائے جا رہے ہیں- یہ نہیں فرمایا کہ اے خدا! ہمیں انکا رستہ نہ دکھانا جن پر تو غضب ناک ہوا۔ اس لئے کہ غضب دراصل ان بندوں سے شروع ہوتا ہے اور خدا سے نہیں ہوتا۔ غضب کا آغاز بندے سے ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ محض رد عمل کی صورت میں غضب ناک ہوتا ہے جیسا کہ میں نے تفصیل سے آپ کو سمجھایا ہے کہ ایک ماں اپنے رحم کی وجہ سے غضب ناک ہوتی ہے۔ پس خدا کی یہ شان ہے کہ یہاں غضب کے مضمون میں یہ اشارہ فرما دیا کہ اگرچہ بعد میں آپ یہ بھی دیکھیں گے کہ خدا تعالیٰ غضب ناک ہوا لیکن سورہ فاتحہ نے یہ اشارہ کر دیا اور یہ مضمون کھول دیا کہ دراصل غضب کا آغاز بندے کی طرف سے ہوتا ہے اور اپنے غضب کے نتیجے میں وہ مغضوب ہو جاتا ہے۔ پس ضمیر کو واضح نہ کرنے کے نتیجے میں مضمون میں اور کشادگی پیدا کر دی اور وسعت پیدا فرما دی کہ اے خدا! ہمیں ان لوگوں کے رستے پر نہ ڈال دینا جو Waste Product ہیں۔ جو سورہ فاتحہ کے روحانی نظام سے گزرتے ہیں یعنی سورہ فاتحہ کا روحانی نظام تو وہی ہے جو ساری دنیا میں خدا تعالیٰ کی طرف سے پھیلا پڑا ہے۔ کیونکہ اگر قرآن کی ماں ہے تو ساری کائنات کی ماں بھی سورہ فاتحہ بن جاتی ہے۔ پس اے خدا! جو تیرے روحانی نظام سے جس کا ذکر تو نے سورہ فاتحہ میں فرمایا ہے استفادہ نہیں کر سکتے ان میں سے کچھ ایسے ہیں جو کلیتہً محروم ہو جاتے ہیں اور وہ مغضوب ہیں۔ ان پر بندے بھی غضب ناک ہوتے ہیں کیونکہ ان کے بندوں پر غضب ناک ہونے کے نتیجے میں تو نے ان کو غضب کا نشانہ بنایا ہے۔ پس چونکہ وہ بندوں سے ظلم اور سفاکی کا سلوک کرتے ہیں رفتہ رفتہ ان کے خلاف نفرتیں بڑھنی شروع ہو جاتی ہیں اور پھر آخر وہ یہاں بھی بار بار بندوں کے غضب کا نشانہ بنائے جاتے ہیں اور چونکہ وہ خدا کے بندوں سے غضب کا سلوک کرتے ہیں اس لئے آسمان سے وہ خدا کے غضب کا نشانہ بھی بنائے جاتے ہیں۔ اس طرح دوہری لعنتوں کا شکار ہو جاتے ہیں۔ ان لوگوں میں ہمیں نہ داخل فرمانا۔ ہمیں ان بد نصیبوں میں نہ لکھ دینا۔ ہمیں ان خوش نصیبوں میں لکھنا جو تیرے روحانی نظام سے گزر کر اس سے فیض پا کر ایک نئی خلقت کے طور پر دنیا میں ابھریں اور نئی عظیم الشان بنی نوع انسان کو فائدہ دینے والی صورت میں ایک نیا وجود پائیں۔ یہ ہے (ہمیں سیدھے راستے پر چلا) کی دعا جو (جن پر نہ تو بعد میں تیرا) غضب نازل ہوا ہے اور نہ وہ بعد میں گمراہ ہو گئے ہیں) کی صورت میں جا کر پھر مکمل ہوتی ہے۔

ضالین سے مراد وہ لوگ ہیں جو مغضوب کی حد تک تو خدا کی ربوبیت اور رحمانیت سے نہیں کاٹے گئے مگر کچھ نہ کچھ تعلق انہوں نے ضرور توڑا ہے اس لئے ان کو گمراہوں میں لکھا ہے اور خصوصیت کے ساتھ وہ لوگ ضالین ہیں جن کا خدا کے بعد میں آنے والی صفات سے زیادہ تعلق کاٹا گیا ہے یعنی اگرچہ ربوبیت سے بھی یہ کچھ تعلق کاٹ دیتے ہیں اور رحمانیت سے بھی لیکن رحیمیت اور مالکیت سے یہ بہت زیادہ قطع تعلقی کرتے ہیں اور جن کا تعلق مالکیت سے کٹ جائے وہ ضالین ہو جاتے ہیں۔ اس مضمون کی تفصیل میں بھی جانے کا یہاں وقت نہیں مگر میں نے پہلے چونکہ ذکر کر دیا تھا اس لئے میں اس تعلق کو اس ذکر سے جوڑتا ہوں اور وہ ذکر میں نے یہ کیا تھا کہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے معرفت کا یہ عظیم الشان نکتہ ہمیں سمجھایا کہ عیسائیوں پر جو وبال ٹوٹا ہے وہ خدا کی صفت مالکیت کو نہ سمجھنے کی وجہ سے اور اس پر ایمان نہ لانے کی وجہ سے ٹوٹا ہے۔ وہ خدا کو محض عادل سمجھتے' اس لئے یہ سوچنے پر مجبور ہیں کہ وہ عدل کے تقاضوں سے بالا ہو کر بندوں سے مغفرت کا سلوک نہیں کر سکتا۔ جس نے مالک سے تعلق توڑا وہ ضالین میں شامل ہو گیا اور ضالین کے متعلق ہمیں علم ہے' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور بعض دوسرے مفسرین نے آنحضورؐ کی ہدایات کی روشنی میں جو تفاسیر لکھی ہیں ان میں یہ بات بہت کھول کر بیان کی گئی ہے کہ اگر مغضوب یہودی ہیں تو ضالین عیسائی ہیں۔ پس ضال ہونے کا یعنی گمراہ ہونے کا خصوصیت کے ساتھ مالکیت کے انکار سے تعلق ہے۔ اس لئے میں نے آپ کے سامنے یہ اشارہ رکھا ہے کہ مغضوبیت زیادہ تر ربوبیت اور رحمانیت سے منقطع ہونے کے نتیجے میں ظاہر ہوتی ہے اور ضالین ہونا زیادہ تر رحیمیت اور مالک سے قطع تعلق ہونے کے نتیجے میں ظاہر ہوتا ہے یعنی ضال بننا۔ بہر حال اس مضمون کو چھوڑتے ہوئے اب میں آگے بڑھتا ہوں۔

ایک اور بہت اہم بات سورہ فاتحہ کے متعلق آپ کو یاد رکھنی چاہئے کیونکہ آپ بار بار اس کو نماز میں پڑھتے ہیں اور پڑھتے رہیں گے تو اس کا مضمون بہت وسیع ہو کر آپ کے پیش نظر رہنا چاہئے۔ اس لئے کہ ہر وقت انسان ایک حال میں نہیں ہوتا اور سورہ فاتحہ ایک ایسی عظیم الشان سورت ہے جو انسان کے ہر حال سے تعلق رکھنے کے لئے مزاج رکھتی ہے اور وسعت رکھتی ہے۔ اس لئے آپ جتنا زیادہ سورہ فاتحہ کے مزاج سے شناسا ہوں گے اتنا ہی زیادہ آپ کے کسی نہ کسی حال میں آپ کے کام آسکے گی ورنہ بعض حالتوں میں جب آپ نماز پڑھیں گے تو سورہ فاتحہ آپ کو ایک بے تعلق سی چیز دکھائی دے گی۔ لیکن اگر اس کی وسعتوں کو سمجھیں گے تو یاد رکھیں یہ آپ کی وسعتوں پر ہمیشہ حاوی رہے گی اور کبھی بھی یہ ہو نہیں سکتا کہ آپ کی کوئی حالت سورہ فاتحہ کی وسعت سے باہر نکل جائے۔ یہ جو پہلو میں آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں اس کا تعلق ضمائر سے ہے۔ آپ نے دیکھا ہے کہ سورہ فاتحہ جب اللہ کا تعارف کرواتی ہے تو اس میں سوائے غائب کے کوئی ضمیر نظر نہیں آتی۔ (ہر قسم کی) تعریف کا اللہ ہی مستحق ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے۔ بے حد کرم کرنے والا' بار بار رحم کرنے والا۔ جزا سزا کے وقت کا مالک ہے) میں کوئی ظاہر ضمیر نہیں ہے۔ وہ رب یا یہ رب یا تو یا میں یا ہم یا آپ' کسی قسم کی کوئی ضمیر نہیں مگر غائب کا مضمون ہے۔ پس خدا تعالیٰ کی تمام صفات کو غائب میں اور جمع کی صورت میں اکٹھا کر کے دکھایا گیا۔ اس کے بعد مضمون نے ایک پلٹا کھایا اور پہلی دفعہ کھلم کھلا ضمائر کا استعمال اس طرح ہوا کہ (اے خدا) (ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں) کی دعا میں ہم نے اپنی طرف جمع متکلم کا صیغہ لگا لیا اور خدا کی طرف واحد مخاطب کا۔ یعنی خدا کو تو کہا اور اکیلا کر دیا۔ اپنی تمام صفات کے باوجود خدا تعالیٰ کی ایک ایسی ہستی کا تصور ہمارے سامنے ابھرا جو غیر منقسم ہے' جو جمع تفریق نہیں ہو سکتی اور واحد ہے۔ پس دعا مانگی تو اس وہم میں مبتلا ہو کر نہیں کہ چونکہ صفات زیادہ ہیں اس لئے ہو سکتا ہے خدا تعالیٰ بھی کئی قسم کے مختلف وجود رکھتا ہو اور اپنے آپ کو جمع کر دیا گویا تمام کائنات کی نمائندگی اختیار کر لی۔ رب العالمین کا تصور ایک نئے رنگ میں ہمارے سامنے ابھرا اور ہم نے یہ سوچا کہ جب وہ سب جہانوں کا رب ہے تو اس سے تعلق رکھنے کے لئے ہم سب کی نمائندگی میں کیوں نہ اس سے مانگیں کیونکہ وہ سب کا ہے۔ اگر سب کی طرف سے ہم مانگیں گے تو ہماری دعا میں زیادہ اثر پیدا ہو گا اور ہم بھی اس کی رب العالمین ہونے کی صفت میں حصہ پا لیں گے۔ پس (ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں) کی دعا نے یہ دونوں باتیں ہمیں سمجھا دیں کہ رب اپنی تمام صفات کے باوجود اکیلا ہی ہے اور کائنات پھیلی پڑی ہے اور بے شمار ہے۔ انسان اپنی ذات میں اس ساری کائنات کو مجتمع کر سکتا ہے اور اس ساری کائنات کی نمائندگی میں خدا سے دعا کر سکتا ہے اور یہ دعا واقعۃً تمام کائنات کی نمائندگی میں ہو سکتی ہے کیونکہ جب ہم کہتے ہیں (ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں) تو درحقیقت ہم عبادت کا حق ادا کریں یا نہ کریں قرآن کریم ہمیں بتاتا ہے کہ ساری کائنات واقعۃً عبادت کر رہی ہے۔ تو یہ محض ایک مبالغہ آمیزی نہیں ہے یا محض ایک ذوقی نکتہ نہیں ہے بلکہ ایک ٹھوس حقیقت ہے کہ جب ہم (تیری ہی عبادت کرتے ہیں) کہتے ہیں کہ اے خدا صرف تیری ہم سب عبادت کرتے ہیں یعنی کل عالمین' تو بالکل سچ بات کر رہے ہوتے ہیں اور چونکہ تمام کائنات کا نمائندہ انسان واقعۃً ہے۔ اس میں تمام کائنات کا شعور خلاصے کی صورت میں پیدا کیا گیا ہے اور سب سے اعلیٰ شعور انسان کو عطاء کیا گیا ہے اس لئے بحیثیت مخلوقات میں سے افضل ہونے کے وہ نمائندگی کا حق بھی رکھتا ہے۔ (ذوق عبادت اور آداب دعا صفحہ ۸۴ تا ۸۸)

ابو الحسن

ہماری سوچ

انسان اشرف المخلوقات بنایا گیا ہے اور یہ کائنات اس کی خاطر اور خدمت کے لئے معرض وجود میں لائی گئی ہے۔ تاہم وہ بعض دفعہ اپنی خطرناک سوچ اور برے اعمال کی وجہ سے اسفل السافلین کی سطح پر بھی گر جاتا ہے۔ انسان کو اس اعلیٰ اور ادنیٰ مقام پر لانے میں اس کے دماغ اور اس کی سوچ کا گہرا عمل دخل ہے۔ یہ دماغ بلاشبہ ایک حیرت انگیز کمپیوٹر کی طرح بلکہ اس سے بھی بڑھ کر کام کرتا ہے۔ کمپیوٹر میں پہلے مواد داخل کیا جاتا ہے جس کی بنیاد پر نتائج اخذ کئے جاتے ہیں جبکہ انسانی دماغ میں اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی بہت کچھ ودیعت کر رکھا ہے جو وقت کے ساتھ ساتھ اور تجربہ کی بدولت اس مواد کو کھنگال کر فوراً نتائج نکال لیتا ہے۔ تازہ تحقیق کے مطابق بڑے سے بڑا سائنسدان یا فلسفی جو اپنی زندگی کا بیشتر حصہ تجربہ گاہ یا میز پر گزارتا ہے اپنے دماغ کا لاکھواں بلکہ کروڑواں حصہ استعمال میں لاتا ہے جبکہ بقیہ حصہ غیر استعمال شدہ رہتا ہے۔ تو گویا عام آدمی اپنے دماغ کو ایک لحاظ سے مطلق استعمال میں ہی نہیں لاتا۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ ہماری سوچ کا کیا حال ہے۔ بعض سائنسدانوں کے خیال میں جن میں T.H.Huxley پیش پیش ہے۔ "انسانی سوچ عین سائنسی ہے۔" یعنی وہ مشاہدہ کے بعد فوری نتیجہ نکالنے کی صلاحیت رکھتی ہے اور نتیجہ نکالتی ہے تاہم وہ آگے چل کر واضح کرتا ہے کہ ایک سائنسدان اور عام آدمی کی سوچ میں درجے کا تو فرق ہو سکتا ہے لیکن انداز کا فرق نہ ہے

(All men think alike)

اس کے برعکس بعض سائنسدان اور مفکر اس سے مختلف بلکہ برعکس نظریہ کے قائل ہیں۔ مثال کے طور پر برٹرنڈ رسل جو بیسویں صدی کا مسلمہ عبقری (نابغہ روزگار) ہے وہ اس بحث کا یہ نتیجہ نکالتا ہے کہ سائنسی طریق انسان کے لئے غیر فطری ہے وہ یہ موقف اختیار کرتا ہے کہ اگر ہر شخص ہر موقع پر سائنسی انداز یا فکر اپنائے اور ہر معاملہ کی طے تک پہنچنے کی ہر آن کوشش میں لگ جائے تو اس کے لئے یہ زندگی اجیرن بن جائے۔ بہرحال یہ ایک لمبی اور پیچیدہ بحث ہے جسے ہم کسی اور نشست کے لئے اٹھا رکھتے ہیں۔ اس وقت ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ ہم روزمرہ زندگی میں کیسی سوچ اور اس کے مطابق روش اپنائے ہوئے ہیں۔ اس سلسلہ میں Max Shulmen نے اپنے ایک دلچسپ مضمون جس کا عنوان Logic- love is a fallay رکھا ہے انسانی سوچ کو بڑے دلکش انداز میں بیان کیا ہے۔ مضمون میں تو وہ یہ ثابت کرنا چاہتا ہے کہ انسان منطق کے ذریعے محبت حاصل نہیں کر سکتا۔ تاہم وہ اس بحث کے دوران انسانی سوچ کے مختلف پہلو اور انداز ہمارے سامنے رکھتا ہے۔ انہیں وہ Fallacies یا مغالطے کا نام دیتا ہے۔ وہ یہ باور کرانا چاہتا ہے کہ روزمرہ زندگی میں ہم بہت سے ایسے انداز اپنائے ہوئے ہیں جو بظاہر بڑے موثر اور دلنشیں معلوم ہوتے ہیں لیکن حقیقت میں وہ ناقص یا نامکمل سوچ کے آئینہ دار ہیں۔ وہ سب سے پہلے ایک اہم مغالطے کی طرف ہماری سوچ مبذول کرواتا ہے۔ اسے وہ Dicto Simplicitor کا نام دیتا ہے۔ وہ ایک مثال کے ذریعے اسے واضح کرتا ہے ہم یہ کہتے ہیں کہ ورزش انسان کے لئے مفید ہے لہٰذا ہر شخص کو (بلا استثناء) ورزش کرنی چاہئے۔ اب بظاہر یہ بات بڑی موثر اور اپیل کرنے والی ہے لیکن اگر ہم گہرائی میں اتر کر دیکھیں تو یہ سو فیصد درست نہیں ہے کیونکہ بہت سے دل کے اور بعض اور امراض کے مریضوں کو ڈاکٹر ورزش کرنے سے روکتے ہیں کیونکہ یہ ان کے لئے خطرناک ثابت ہو سکتی ہے۔ اندریں حالات مندرجہ بالا بیان کو ہمیں Qualify یا مشروط کرنا ہو گا اور صحیح بیان کچھ یوں ہو گا کہ ورزش اکثر لوگوں کے لئے عام طور پر اور عام حالات میں مفید ہے۔ پھر وہ دوسرے مغالطے کا ذکر کرتا ہے اسے وہ Hasty Generalization یا "فوری فیصلہ" کا نام دیتا ہے۔ اس کی مثال وہ یوں دیتا ہے کہ ایک یونیورسٹی میں تین یا چار طلباء سے اس کی اتفاقیہ ملاقات ہوتی ہے۔ وہ ہر ایک سے پوچھتا ہے کہ انہیں فرانسیسی زبان آتی ہے یا نہیں۔ وہ سارے نفی میں جواب دیتے ہیں۔ اس پر اگر کوئی یہ نتیجہ نکالے کہ اس یونیورسٹی میں کوئی فرانسیسی زبان نہیں جانتا تو اس کا یہ نتیجہ جلدبازی والا ہو گا کیونکہ تین یا چار طلباء اس یونیورسٹی کی (جس میں سینکڑوں بلکہ ہزاروں طلباء ہوں گے) مکمل نمائندگی نہیں کرتے۔ پھر وہ ایک اور مغالطے کا ذکر کرتا ہے۔ اسے وہ Post Hoc نام دیتا ہے۔ اس کی بھی بڑی دلچسپ مثال پیش کرتا ہے "اکثر یہ دیکھا گیا ہے کہ فلاں دوست کو ہم تین مرتبہ پکنک کے لئے اپنے ساتھ لے جاتے ہیں۔ اور تینوں مرتبہ بارش ہو جاتی ہے۔ اگر اس سے کوئی یہ نتیجہ اخذ کرے کہ چونکہ فلاں شخص ہمارے ساتھ گیا تھا لہٰذا اس کی نحوست کی وجہ سے ایسا ہوا اور آئندہ اسے ساتھ نہیں لے جایا جائے گا۔ بادی النظر میں یہ بات بھی اپیل کرتی ہے لیکن اگر ہم غور کریں اور تھوڑی دیر کے لئے رک کر سوچیں تو ہمارا یہ خیال خام اور ناقص ہو گا کیونکہ بارش اس شخص کے اختیار میں نہیں ہے یہ تو محض اتفاق تھا۔ پھر وہ آگے بڑھتے ہوئے ایک اور دلچسپ مغالطے کا ذکر کرتا ہے اسے وہ "متضاد مفروضہ" کے نام سے موسوم کرتا ہے۔ مثال بڑی دلچسپ ہے "اگر خدا تعالیٰ ہر کام کرنے پر قادر ہے تو کیا وہ ایسا پتھر بنا سکتا ہے جسے وہ اٹھا نہ سکتا ہو" اب بظاہر یہ بھی معقول اور موثر سوال معلوم ہوتا ہے اور ابتداء میں انسان چکرا اٹھتا ہے اور اس کا جواب ڈھونڈنے کے لئے ہاتھ پاؤں مارنا شروع کر دیتا ہے۔ لیکن اگر وہ ٹھہر کر اس سوال کے دونوں پہلوؤں پر غور کرے تو ان کے آپس میں تضاد یا ٹکراؤ صاف دکھائی دے گا۔ کیونکہ اگر خدا تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے تو وہ ہر بھاری پتھر اٹھا سکتا ہے اور اگر بفرض محال وہ کوئی ایسا پتھر بنا لیتا ہے جس کو وہ اٹھا نہ سکتا ہو تو وہ ہر چیز پر قادر نہیں ہو سکتا اس لئے اس سوال یا بیان کے دونوں حصے آپس میں ٹکرا رہے ہیں اور ایک دوسرے کی نفی کر رہے ہیں لہٰذا یہ بیان یا سوال درست نہیں ہے بلکہ ایک مغالطہ ہے۔ پھر مصنف ایک اور اہم مغالطہ کو زیر بحث لاتا ہے اسے وہ "حقائق کے برعکس مفروضہ" کا نام دیتا ہے۔ وہ تاریخی واقعہ کا حوالہ دیتے ہوئے بیان کرتا ہے کہ میڈیم کیوری اپنے تجربات کے دوران ایک کیمیائی پلیٹ میز کی دراز میں رکھ کر بھول گئی جس کے نتیجہ میں ریڈیم کی دریافت ممکن ہوئی۔ اس پر اگر کوئی یہ نتیجہ نکالے (جیسا کہ ہم روزمرہ زندگی میں دیکھتے ہیں) کہ اگر میڈیم کیوری سے ایسی بھول نہ ہوتی تو آج دنیا ریڈیم کی دریافت سے محروم رہتی درست نہیں ہے۔ اگرچہ بادی النظر میں یہ بات درست معلوم ہوتی ہے۔ اگر ہم اس کا بھی تجزیہ کریں تو یہ بھی ایک قسم کا مغالطہ ہے۔ اگر قدرت کو میڈیم کیوری سے یہ دریافت کروانا تھی تو وہ کسی اور طرح اور کسی اور وقت اس سے کروا سکتی تھی یا پھر کسی اور شخص کے حصے میں یہ اعزاز آ سکتا تھا۔ اسی لئے کہتے ہیں "ضرورت ایجاد کی ماں ہے" بالکل اسی کیفیت کا اظہار حضرت بانی سلسلہ نے اپنے ایک خوبصورت مصرع میں اس طرح کیا ہے

"میں نہ آتا تو کوئی اور ہی آیا ہوتا"

آخر میں مصنف ایک اور دلچسپ مغالطہ کا ذکر کرتے ہوئے اپنے مضمون کو ختم کرتا ہے اسے وہ Poisoning the well کا نام دیتا ہے۔ وہ اس کی مثال یوں بیان کرتا ہے کہ ایک مباحثہ کے دوران ایک مقرر بجائے اپنا موقف پیش کرنے کے دوسرے شخص پر برس پڑتا ہے اور اس کی کردار کشی شروع کر دیتا ہے اور سارا زور اس بات پر لگانے میں صرف کر دیتا ہے کہ اس کا مدمقابل جھوٹا دغاباز اور دھوکے باز انسان ہے اور ہرگز ہرگز لائق توجہ نہیں ہے۔ اب اگر دوسرے شخص کو اپنی بات یا موقف بیان کرنے کا موقعہ ہی نہ دیا جائے تو کس طرح حقائق تک پہنچا جا سکتا ہے۔ ایسی صورت میں پہلے شخص نے سارے پانی کو زہرناک کر دیا ہے اب جو بھی اس (تالاب) میں سے پانی پئے گا وہ اس کے زہریلے اثرات قبول کرے گا۔ بدقسمتی سے یہی روش ہماری زندگی میں بڑے وسیع پیمانے پر اور ہر شعبہ میں دکھائی دیتی ہے۔ ہم مخالف فریق کے بارے میں یکطرفہ پروپیگنڈا اور متعصبانہ انداز اپنائے ہوئے ہیں اور ایسے پروپیگنڈا سے فوراً متاثر ہو جاتے ہیں اور کہہ اٹھتے ہیں کہ "فلاں شیطان ہے لہٰذا اسے ہلاک کرو"۔

الغرض اس ساری بحث سے مندرجہ ذیل باتیں ہمارے سامنے آتی ہیں۔

(۱) ہمیں فوراً اور جلدبازی میں کوئی نتیجہ نہیں نکالنا چاہئے بلکہ معاملے کے ہر پہلو کو سامنے رکھتے ہوئے اور جس حد تک ہو سکے گہرائی میں اتر کر اصل حقائق تک پہنچنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

(۲) ہمیں جزوی یا ناقص بیان یا موقف کو درست سمجھتے ہوئے خیالات کی عمارت تعمیر نہیں کرنی چاہئے بلکہ اچھی طرح تسلی کر لینی چاہئے کہ ہم جس بنیاد پر اپنی علم کی عمارت تعمیر کر رہے ہیں وہ درست اور صحیح ہے اور اس میں کوئی تضاد نہیں ہے۔

(۳) ہمیں کسی ناگہانی آفت یا حادثہ کے لئے کسی خاص شخص کو مطعون نہیں کرنا چاہئے بلکہ اسے تقدیر خداوندی سمجھتے ہوئے اس کی رضاء پر راضی رہنا چاہئے۔

(۴) ہمیں ظاہری یا مخفی شرک سے اجتناب کرنا چاہئے اور ہر کامیابی یا انعام کو خدا تعالیٰ کی نعمت سمجھتے ہوئے اس کا شکر ادا کرتے رہنا چاہئے۔

(۵) ہمیں یکطرفہ بیان اور خاص طور پر تعصبانہ سوچ اور منفی پروپیگنڈا سے متاثر نہیں ہونا چاہئے بلکہ دوسرے فریق کو پوری طرح سن کر کوئی رائے قائم کرنی چاہئے۔ ورنہ ہمارا نتیجہ فکر درست نہ ہو گا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں غور و فکر کی صحیح توفیق بخشے اور ہر قسم کے مخفی یا ظاہری شرک سے محفوظ رکھے۔

بغیر عمل کے سب باتیں ہیچ ہیں اور بغیر اخلاص کے کوئی عمل مقبول نہیں۔

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

محمود احمد اشرف

ایک شہر کی کہانی

(یہ مضمون Frank Stuart کی کتاب CITY OF THE BEES سے اخذ کیا گیا ہے اس کتاب میں مصنف نے شہد کی جنگلی مکھیوں کی کہانی بہت ہی دلکش انداز میں بیان کی ہے)

شاہ بلوط کی درخت کے تنے کے اندر ایک شہر آباد ہے۔ اس میں تقریباً ساٹھ ہزار ایسے مکین رہتے ہیں جن کے جسموں پر پر ہیں۔ یہ ایک ایسا گھر ہے جہاں دن کے وقت سنہری روشنی بکھری رہتی ہے۔ تنے کے کھوکھلے حصہ میں جانے کے لئے ایک سوراخ ہے۔ جسے اس گھر کا مین گیٹ کہا جا سکتا ہے۔ سورج کی روشنی اسی سوراخ سے اندر آتی ہے۔ نیز تنے میں باریک باریک درزیں بھی ہیں جن کی موٹائی چاقو کی دھار کے برابر ہے۔ کچھ روشنی ان میں سے اندر آتی ہے۔ اور یہ درزیں ایک ایسی گوند سے بھری ہوئی ہیں جو اتنی شفاف ہے کہ روشنی ان میں سے گزر سکتی ہے۔ یہ گوند مکھیوں نے مختلف درختوں وغیرہ سے اکٹھی کی ہوئی ہے۔ اور ایسی سخت ہوتی ہے کہ لگتا ہے جیسے دھندلا شیشہ ہے جو ان میں پگھلا کر بھر دیا گیا ہے۔ اور عجیب بات یہ ہے کہ جب روشنی کی کرنیں ایک خاص زاویے سے درخت کے تنے پر پڑتی ہیں تو اپنے سات رنگوں میں بکھر جاتی ہیں جیسے روشنی منشور سے گزر کر رنگوں میں تقسیم ہو جاتی ہے۔ ایسا ہمیشہ نہیں ہوتا بلکہ بہت زیادہ بارش کے بعد ہوتا ہے۔ مگر بہر حال شہد کی مکھیوں کے شہر کے عجائبات میں سے ایک عجوبہ ہے۔

ہم جس شہر کا ذکر کر رہے ہیں یہ کوئی عام شہر نہیں ہے۔ انسان ابھی تک اپنے شہروں کو ایئر کنڈیشن نہیں کر سکا ہے لیکن دیکھئے کہ شہد کی مکھیاں اپنے اس شہر میں نہ صرف درجہ حرارت کو کم و بیش کر سکتی ہیں بلکہ نمی کو بھی کم یا زیادہ کرنے پر قدرت رکھتی ہیں۔ بلکہ یہاں تک کہ اس شہر کے سنہرے راستوں پر جو ہوائیں چلتی ہیں انہیں بھی کم یا زیادہ کرتی رہتی ہیں۔ شہر کے اندر داخل ہونے والے دروازوں پر ایسے دربان کھڑے ہوتے ہیں جن کا کام پنکھا جھلنا ہوتا ہے۔ یہ اپنے پروں کو اتنی تیزی سے حرکت دیتے ہیں کہ پر دکھائی نہیں دیتے۔ شہر کے باہر کی دنیا میں سورج کی تمازت سے خواہ گھاس جھلس جائے یا اتنی برف پڑ رہی ہو کہ پتے کٹ جائیں مگر شہر کے اندر درجہ حرارت ہمیشہ یکساں رہتا ہے۔ ہوا ہمیشہ تازہ رہتی ہے۔ اور ہزاروں پھولوں سے حاصل کیے ہوئے شہد کی خوشبو سے فضا مہکتی رہتی ہے۔

ہزاروں بار مکھیاں آتی اور جاتی ہیں۔ اور یہ آمد و رفت ہمیشہ بڑھتی رہتی ہے مگر کوئی گندگی اور کوئی ... فاضل مادہ باقی نہیں رہ سکتا ہے۔ شب و روز بے حد سرگرمی کے ساتھ اس قدر کام ہوتا ہے کہ کوئی انسانی منصوبہ اس کی برابری نہیں کر سکتا ہے۔ یہ چھوٹے چھوٹے پروں والی مخلوق بے حساب وزن ایک جگہ سے دوسری جگہ لے کر جاتیں ہیں۔ درختوں پودوں سے پولن (Pollen) لاتی ہیں 'انڈوں سے بچے نکالتی ہیں' شہد تیار کرتی ہیں' پھر عام مکھیوں اور پتنگوں وغیرہ سے خون ریز لڑائیاں ہوتی ہیں جس میں سر' پر' بازو کٹ کٹ کر گرتے ہیں مگر صفائی کا ایسا نظام ہے کہ کوئی گند باقی نہیں رہنے دیا جاتا ہے۔

شہد کی مکھیوں کے ایسے گھر بلند جگہوں پر بھی ہیں اور نشیبی جگہوں پر بھی ہوتے ہیں۔ درختوں پر بھی دکھائی دیتے ہیں اور غاروں کے اندر بھی موجود ہوتے ہیں۔ موم کے یہ سب شہر قابل دید ہوتے ہیں۔ یہ شہر کیا ایک دنیا ہوتے ہیں۔ ہر شہر اپنی ایک خاص نسل کے لئے مخصوص ہوتا ہے۔

جب شہد کی مکھی ہوا میں اڑتی ہے تو اس کے پر ایک منٹ میں ساٹھ ہزار مرتبہ پھڑپھڑاتے ہیں۔ اڑتے ہوئے مکھی کی گردن اور پیٹ کے درمیانی حصہ میں ہوا بھر جاتی ہے جس سے مکھی کو ہوا میں بلند ہونے میں مدد ملتی ہے۔ جہاں تک اس کی پرواز کی رفتار کا تعلق ہے تو یہ ۲۰ میل فی گھنٹہ کی رفتار سے سفر کرتی ہے۔ اور یہ بھی صلاحیت رکھتی ہے کہ اتنی تیز رفتار سے اڑتے اڑتے اچانک رک بھی سکتی ہے۔ اور اسی طرح بہت تیز رفتاری سے اوپر کی جانب بلند بھی ہو سکتی ہے۔ وقفہ کے بغیر سات میل تک مسلسل اڑنے کی طاقت رکھتی ہے۔ مکھی جس فضا میں اڑتی ہے وہ مکھی کے لئے اتنی خوبصورت ہوتی ہے کہ ہم اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم تو صرف دو آنکھوں سے دیکھنے کی صلاحیت رکھتی ہیں مگر شہد کی مکھی کو قدرت نے پانچ آنکھیں عطا کر رکھی ہیں۔ مزید یہ کہ یہ آنکھیں اپنی حیران کن بناوٹ کے لحاظ سے اور دیکھنے کی غیر معمولی طاقت کے لحاظ سے ایک اعجاز ہوتی ہیں۔ تین آنکھیں تو سر کی چوٹی پر ہوتی ہیں۔ اور دو آنکھیں اسی نسبتی پوزیشن پر ہوتی ہیں جس طرح انسان کی ہوتی ہیں۔ ان دو میں سے ہر آنکھ میں چھ ہزار عدسے ہوتے ہیں۔ چنانچہ جو رنگ مکھی کو نظر آتے ہونگے انسان ان کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ شہد کی مکھی کی خوشبوؤں کی دنیا بھی ہمارے ہر تصور سے بالا ہے۔ اس کے انٹینا (Antennae) میں پانچ ہزار باریک باریک سوراخ ہوتے ہیں جو سونگھنے کے لئے خدا تعالیٰ نے اسے عطا کر رکھے ہیں۔ انسان کی قوت شامہ اس کے بالمقابل بہت محدود ہے لیکن یہ مکھی اس قدر تیز حس رکھتی ہے کہ مثلاً ایک سیب کی خوشبو آدھے میل سے سونگھ لیتی ہے۔

قدرت کی دی ہوئی ان تمام حیرت انگیز طاقتوں کے ساتھ اپنے مشن کی تکمیل کے عزم سے سرشار یہ مکھی اونچی نیچی وادیوں میں درختوں اور پودوں پر اپنا سفر جاری رکھتی ہے۔

درختوں اور پودوں پر شگوفے اور کلیاں کھلتی ہیں تو یہ سنہری رنگ کے پلون (Pollen) سے بوجھل ہوتی ہیں۔ ہوائیں چلتی ہیں تو یہ پولین اور اس کی خوشبو فضا میں چار سو بکھر جاتی ہے۔ یہ دھیمی دھیمی خوشبو انسان کو بھی بہت بھلی لگتی ہے مگر شہد کی مکھی کے لئے تو یہ گویا زندگی کا سانس ہوتی ہے۔ اس پولن کو ہم مکھی کی اہم غذا بھی کہہ سکتے ہیں۔

شہد کی مکھی جب ان شگوفوں سے جا کر لپٹ جاتی ہے تو پولن کے ہزاروں ذرات ادھر ادھر بکھر جاتے ہیں۔ اس کی پچھلی دو ٹانگوں میں پولن اکٹھا کرنے کے لئے دو چھوٹی چھوٹی ٹوکریاں ہوتی ہیں۔ ان ٹوکریوں کے گرد بال ہوتے ہیں جو ان کی حفاظت کرتے ہیں اور انہیں وہاں قدرت نے اس طرح رکھا ہوتا ہے کہ زیادہ سے زیادہ بوجھ ان میں اٹھایا جا سکے مگر مکھی کی پرواز میں اس وزن کے باعث کوئی کمی پیدا نہ ہو۔ مکھی پولن کے باریک باریک دانوں کو پکڑ کر اتنی تیزی سے ان ٹوکریوں میں بھرتی ہے کہ اس کی حرکت کا ساتھ انسانی آنکھ بمشکل دے سکتی ہے۔

یہ پولن سے بھرے ہوئے پودے کو تلاش کرنے والی پہلی مکھی تھی۔ جب یہ پولن لیکر سیدھی اپنے گھر واپس آتی ہے تو دو پہرے دار مکھیاں اس کا راستہ روک کر کھڑی ہو جاتی ہیں۔ مگر جب یہ پہرے دار جائزہ لے لیتے ہیں کہ یہ کوئی اجنبی نہیں بلکہ گھر والی ہے اور پولن لائی ہے تو پھر اسے اندر آنے دیا جاتا ہے۔ چھتے کے اندر پہنچ کر یہ پولن کو ٹوکریوں سے نکالنا شروع کرتی ہے اور ابھی شاید پورا پولن اتارا ابھی نہیں ہوتا کہ خوشی سے ناچنے لگتی ہے۔ اس کے اس بے تابانہ رقص سے پولن کی خوشبو سارے شہر میں چار سو پھیل جاتی ہے۔ اور یوں یہ مکھی موسم بہار اور نئی زندگی کا پہلا پیام بر بن جاتی ہے۔ اپنے اپنے کاموں میں مصروف مکھیاں سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر اس مکھی کو دیکھتی ہیں اور نئے پولن کی طرف دوڑتی ہیں۔ اور یوں چند لمحوں میں شہر بھر میں ایک ہلچل مچ جاتی ہے۔ غذا اکٹھی کرنے والی کچھ اور مکھیاں سیدھی اس دور کے درخت پر جاتی ہیں اور وہاں سے کچھ اور پولن لاتی ہیں اور پھر یہ بھی خوشی سے رقص کرنے لگتی ہیں۔ اور یہ بھی بتاتی ہیں کہ وہ پولن کہاں سے لیکر آئی ہیں۔ اور پھر تو مکھیاں قافلہ در قافلہ سورج کی سنہری کرنوں سے روشن فضا کو چیرتے ہوئے اسی درخت کی جانب محو پرواز ہو جاتی ہیں۔ ہر مکھی جب پولن سے لدی ہوئی آتی ہے تو وہ اس سیل Cell یا خانے کے قریب کے خانے میں جاتی ہے جہاں پہلے پولن ذخیرہ کیا گیا تھا۔ اور ہر مکھی اپنی خوشی کا اظہار ویسے ہی ناچ کر کرتی ہے جیسے پہلی مکھی نے کیا تھا۔ اور یوں ایک گھنٹہ کے اندر اندر یہ رقص اپنے عروج پر پہنچ جاتا ہے۔ مکھیاں گروہ در گروہ ناچتی ہیں اور شاہ بلوط کے درخت کے تنے کے اندر سے مکھیوں کی عجیب پر مسرت بھنبھناہٹ کی آوازیں آنے لگتی ہے۔ اور یہ آوازیں انسانی کان کے لئے بھی بہت ناقابل فراموش ہوتی ہیں۔ اس ہنگامہ میں صرف دروازے پر کھڑے دربان ہوتے ہیں جن کا موڈ خراب رہتا ہے اور وہ غصے سے دانت پیستے رہتے ہیں کیونکہ مکھیوں کی بہت زیادہ آمد و رفت سے انہیں بھی بہت مصروف رہنا پڑتا ہے۔ اسی طرح غیر معمولی نقل و حمل کے باعث مکھیوں کے اس شہر کا درجہ حرارت بھی بڑھ جاتا ہے چنانچہ پنکھا جھلنے والوں کو بھی درجہ حرارت کو معمول پر رکھنے کے لئے دگنا کام کرنا پڑتا ہے۔

باہر اب ہوا میں نمی بڑھنے لگی ہے۔ کچھ ہی دیر میں گرج چمک کے ساتھ بارش شروع ہو گئی ہے۔ اس دوران مکھیاں دبک کر بیٹھ جاتی ہیں اور اس وقت تک یونہی بیٹھی رہتی ہیں جب تک کہ بارش ختم نہ جائے اور بجلی کی چمک افق کے پار نہ چلی جائے۔ سورج کسی افق سے بادلوں کی اوٹ سے چہرہ دکھاتا ہے تو آسمان پر قوس قزح کے رنگ بکھر جاتے ہیں ایسا ہوتا ہے تو مکھیاں درخت کے تنے کے سوراخ سے نکل کر باہر تنے پر آ جاتی ہیں۔ یوں لگتا ہے جیسے اس حسین منظر کو دیکھنے کی خواہش نے انہیں باہر آنے پر مجبور کر دیا ہے۔ اور عجیب بات یہ ہے کہ اب مکھیاں بالکل خاموش ہوتی ہیں۔ جیسے اس منظر کو دیکھ کر محو حیرت ہیں۔ آہستہ آہستہ یہ منظر دھندلانے لگتا ہے۔ سرمئی بادلوں کے اندر سے نیا آسمان جھانکنے لگتا ہے۔ تو مکھیاں بھی اندر اپنے گھر واپس جانے لگتی ہیں۔ اندر پھر وہی مصروفیات ہیں مگر اب شدت ذرا کم ہوتی ہے جیسے جیسے شام کے سائے بڑھنے لگتے ہیں اندر

باقی صفحہ ۶ پر

ڈان میں شائع شدہ ایک خط

شمسی سیل کے میدان میں نئی ترقی

Breakthrough in solar cells

ON July 20, I read an interesting article about solar cells. If scientists are successful in proving Prof. Martin A. Green's theory into practice and producing such low-cost solar cells, it will be a great breakthrough the world has been looking for.

Solar cells (photovoltaic cells) are devices that generate electricity directly from sunlight. However, the major disadvantage in photovoltaic technology has been the high cost involved, which make these cells too expensive as compared with other energy sources. If the cost of these cells can be cut down by 80% as proposed by Prof. Green, it can be a very reliable energy source.

The advantages of solar cells are quite obvious:

There is no lifetime limit. They can work for an indefinite time.

They have nearly no operating and maintenance cost.

They do not cause pollution, a great advantage over fossil fuels.

They are compatible with almost all environments.

They respond instantaneously with illumination.

I would like to draw the attention of Pakistani scientists to take a cue from Prof. Green's research and try to develop this technology in Pakistan which receives lot of solar radiation throughout the year. It is high time we concentrate our efforts on such constructive projects. It would be a great step forward not only in solving the energy crisis of our country but will also help to improve its economic situation.

AZHAR IQBAL SAIFI
Lahore

DAWN WEDNESDAY,

AUGUST 10, 1994

ڈان کے ۱۰۔ اگست ۱۹۹۴ء کے شمارے میں اظہر اقبال سیفی کہتے ہیں ۲۰ جولائی کو میں نے شمسی سیلز کے متعلق ایک دلچسپ مضمون پڑھا اگر سائنس دان اس بات میں کامیاب ہو جائیں کہ وہ پروفیسر مارٹن گرین کو عملی طور پر سچا ثابت کر دیں اور کم قیمت والے شمسی سیلز تیار کر سکیں تو یہ ایک بہت بڑا اقدام ہو گا۔ جس کا دنیا انتظار کر رہی ہے۔ شمسی سیلز ایسی Devices ہیں جو سورج کی روشنی سے بلاواسطہ بجلی حاصل کرتی ہیں البتہ سب سے بڑی دقت اس ٹیکنالوجی میں یہ ہے کہ اس پر رقم بہت خرچ ہوتی ہے جو فوٹو وولٹائک ٹکنالوجی کو تیار کرنے کے لئے ضروری ہے بہ نسبت دیگر انرجی کے ذرائع کے اگر ان سیلوں کی لاگت ۸۰ فیصد کم کی جا سکے جیسا کہ پروفیسر گرین نے تجویز کیا ہے۔ تو یہ ایک بہت با اعتماد انرجی کا ذریعہ میسر آ سکتا ہے۔ شمسی سیلز کے فوائد تو ظاہر و باہر ہیں۔ ان کے لئے کوئی معیاد (ان کی زندگی کی) مقرر نہیں ہے۔ انہیں غیر محدود عرصے تک استعمال کیا جا سکتا ہے۔

۲۔ ان کو استعمال میں لانے اور قائم رکھنے کے لئے کسی مزید خرچ کی ضرورت نہیں۔

۳۔ ان کی وجہ سے ماحولیاتی آلودگی پیدا نہیں ہوتی اور دوسرے سیلوں کے مقابلے میں یہ ایک بہت بڑا فائدہ ہے۔ یہ روشنی پیدا کرنے کے لئے فوری طور پر اپنا اثر دکھاتے ہیں۔ پاکستانی سائنس دانوں کی توجہ اس طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں کہ وہ پروفیسر گرین کی تحقیق کو مشعل راہ بناتے ہوئے کوشش کریں کہ پاکستان میں اس ٹیکنالوجی کو فروغ دیا جائے۔ یہاں پر شمسی توانائی سارا سال میسر آ سکتی ہے۔ اب وقت آ گیا ہے کہ ہم اپنی کوششوں کو تیز تر کر دیں یہ بہت بڑا اقدام ہو گا جو نہ صرف ہماری انرجی کے بحران کو حل کر سکے گا بلکہ ہماری اقتصادیات کے لئے بھی نہایت مفید ثابت ہو گا۔ (یہ خط لاہور سے لکھا گیا ہے۔)

فرقہ پرستی کے زہر کا مقابلہ کس طرح کیا جا سکتا ہے

آپ نے اپنے اخبار ڈان کے ۱۵ جولائی ۱۹۹۴ء کے شمارے میں جو اداریہ بعنوان "فرقہ پرستی کا زہر" لکھا ہے اور جس میں محترمہ وزیر اعظم پاکستان کی ان کی وکلاء کے اجتماع میں کی گئی تقریر کی از حد تعریف کی ہے آپ نے یہ بات بالکل صحیح فرمائی ہے کہ ان اچھے الفاظ کے بعد اب عمل کرنے کی بھی از حد ضرورت ہے۔ قطع نظر اس بات کے کہ ۱۹۷۴ء میں پی پی پی کی سب سے پہلی حکومت نے ہی قائد اعظم کے اس اصول کو پس پشت ڈالا کہ حکومتی کاروبار کو مذہب سے علیحدہ رکھا جائے۔ اور اس پنڈورا بکس کا ڈھکنا کھولا۔ اس وقت وزیر اعظم کا یہ ارادہ کہ فرقہ پرستی کی طاقتوں کے خلاف جہاد کا آغاز کیا جانا چاہئے ایک قابل تعریف اقدام ہے۔ فرقہ پرستی کا مکروہ چہرہ جو کہ اب مکمل طور پر جوبن پر ہے۔ اس کو اس وقت کے اقدام سے قوت ملی۔ پھر بھی یہ ایک خوش آئند بات ہے کہ آخر کار حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ وہ اس لعنت کے استیصال کے لئے اپنی اتھارٹی کو استعمال کرے۔ اور ہر سمجھدار شہری گورنمنٹ کی اس کوشش میں اسے اپنی مکمل امداد پیش کر کے خوشی محسوس کرے گا۔

لیکن اس مشن کو شروع کرنے سے پہلے وزیر اعظم کے لئے مناسب ہو گا کہ وہ اپنے ساتھ کام کرنے والی ٹیم کا محاسبہ کریں۔ آپ ہی کے اخبار کے ۱۲ جولائی کے شمارہ میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ وزیر داخلہ نے احتجاج کرنے والے علماء سے وعدہ کیا تھا کہ اگر وہ سپریم کورٹ سے ان علماء کی مرضی کے مطابق فیصلہ حاصل نہ کر سکے تو وہ اپنے عہدہ سے مستعفی ہو جائیں گے۔ یہ بیان نہ صرف سب سے اعلیٰ عدالت کی بیخ کنی کے مترادف ہے بلکہ اس سے یہ بھی صاف ظاہر ہے کہ خود حکومت بھی ان احتجاج کرنے والے جوشیلے لوگوں کی مدد کر رہی ہے۔ ماضی قریب میں ہی وزیر قانون کی طرف سے توہین رسول سے متعلقہ ایک مبینہ بیان پر اس سلسلے میں احتجاجی مہم چلائی گئی تھی۔ وزیر موصوف نے اپنے دفاع میں اس سلسلے میں جو کچھ کہا اور حکومت کے دیگر حکام نے بھی جو وزیر قانون کی مدد کرنے کے لئے بیانات وغیرہ دیئے اس کی کسی نے کوئی پرواہ نہ کی۔ اگرچہ بعد میں یہ کہا گیا کہ یہ تحریک سیاسی لوگوں کی چلائی ہوئی تھی۔ یہ نتیجہ جو نکالا گیا کوئی غیر متعلق بھی نہیں تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ اس قسم کے تمام معاملات میں سیاست ہی دراصل کارفرما ہوتی ہے۔ چونکہ پچھلے انتخابات میں مذہبی پارٹیوں کو لوگوں نے بالکل رد کر دیا تھا اس لئے یہ لوگ اب اپنی شکست کا مداوا اس قسم کے جنگ جویانہ طرز عمل سے کرنا چاہتے ہیں۔

ماضی میں کئی ایسے مواقع آئے ہیں جب کہ اس وقت کی حکومت نے امن قائم کرنے کی خواہش کے تحت مولویوں کو مراعات دیں اور ان کے مطالبات کو منظور کیا۔ لیکن افسوس کہ اس طرح سے قائم کیا جانے والا امن بہت عارضی ہوتا رہا۔ اور جلد ہی ملاؤں کی طرف سے نئے مطالبات پیش کئے جانے لگے۔ ہر حکومت نے اس سلسلے میں اپنی اتھارٹی میں جب بھی کمی کی تو یہ بات ہمیشہ مولوی کو مضبوط کرنے کا باعث بنی۔

اس سارے معاملے کا صرف ایک ہی حل ہے کہ حکومت اور مذہب کے معاملات کے سلسلے میں بابائے قوم کی بتائی ہوئی بنیادی باتوں کو زبردست قوت ارادی کے ساتھ نافذ کیا جائے۔ اور اس بات کی ہرگز پرواہ نہ کی جائے کہ اس عمل کے دوران کون اس کی زد میں آتا ہے اور کون نہیں۔

آیئے ہم سب مل کر دعا کریں کہ موجودہ پی۔ پی۔ پی حکومت ہی اس کام میں کامیاب ہو اور ہمیں مزید چند سال نہ انتظار کرنا پڑے کہ کوئی اتاترک کھڑا ہو اور اس کام کو پایہ تکمیل تک پہنچائے۔

(جمیل احمد بٹ کراچی)

(از ڈان ۲۵۔ جولائی ۹۴ء لیٹر ٹو دی ایڈیٹر)

بین المملکتی حالات - واقعات - شخصیات

سعودی مجلس کا کردار

سعودی عرب کی شاہی فیملی کا کہنا ہے کہ ان کے ملک میں ان کے اپنے طریق کی جمہوریت قائم ہے۔ ۶۰۔ رکنی سعودی کونسل کے سپیکر نے کہا ہے کہ ہم ہمیشہ ہی ہاں' ہاں کی گردان نہیں کرتے بلکہ کبھی کبھی ہم "نہ" بھی کر دیتے ہیں۔ یہ سعودی کونسل شاہ فہد نے گذشتہ سال قائم کی تھی۔ اس سے پہلے سعودی حکمران کئی بار وعدے کرتے رہے کہ وہ ایسا کوئی ادارہ قائم کریں گے۔ مگر گذشتہ سال سے پہلے اس وعدے کا ایفاء کبھی نہیں ہوا۔

اس ۶۰۔ رکنی کونسل میں ۳۵۔ افراد وہ ہیں جنہوں نے پی ایچ ڈی کی ہوئی ہے۔ ان میں سے اکثر امریکہ کے پڑھے ہوئے ہیں۔ اس کونسل میں شاہی فیملی کا کوئی رکن شامل نہیں ہے۔ اس کونسل کا مقصد شاہی فرامین پر نظر ثانی کرنا ہے۔ اب تک اس کونسل کے ۱۴۔ اجلاس ہوئے ہیں اور اس نے ۱۸۔ قرار دادیں پاس کی ہیں۔

کونسل کے اراکین کا کہنا ہے کہ خدائی الفاظ کے سوا باقی ہر چیز تبدیل کی جا سکتی ہے۔ اس کونسل کی کارروائی کو خفیہ رکھا جاتا ہے۔ اس کونسل میں ملک کی ترقیاتی منصوبے یا کوئی اور بات جو حکومت کی طرف سے پیش کی جاتی زیر بحث آتی ہے۔

گذشتہ دنوں وزیر خارجہ سعود الفیصل نے اپنے ملک کی خارجہ پالیسی کے بارے میں کونسل کے کئی سوالوں کے جوابات دیئے اور اس بحث کے طول پکڑنے کی وجہ سے ان کو اپنا مصر کا دورہ بھی ملتوی کرنا پڑا۔ ارکان نے یمن کے بارے میں ان سے کئی سوالات کئے۔ کونسل کے اراکین نے کہا ہے اس سیشن سے ہمارا مورال بلند ہوا ہے ہمیں احساس ہوا ہے کہ ہمارا احترام کیا جاتا ہے اور ہماری باتوں کو نوٹ کیا جاتا ہے۔

سعودی عرب کے حالات میں اتنا بھی بہت ہے۔

☆○☆

بقیہ صفحہ ۵

سے آنے والی بھنبھناہٹ بھی خاموش ہونے لگتی ہے۔ سوال یہ ہے کہ قوس قزح کے حسین رنگ مکھیوں کو باہر آنے پر مجبور کرتے ہیں؟ کیا مکھیوں کی رنگوں کو دیکھنے کی غیر معمولی طاقت اس منظر کو ان کے لئے بے حد دلربا بنا دیتی ہے۔ یہ ایک راز ہے جس کا منکشف ہونا ابھی باقی ہے؟

☆○☆

وصایا

ضروری نوٹ :-

مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جارہی ہے کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق یا کسی بہشت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

سیکرٹری
مجلس کارپرداز۔ ربوہ

مسل نمبر ۲۹۶۲۵ میں پروین اکمل زوجہ لطیف اے اکمل قوم شیخ پیشہ خانہ داری عمر ۴۹ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن ۱۷/۵ دارالصدر غربی ربوہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبرو اکراہ آج بتاریخ ۹۲-۱۰-۱۵ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ (۱) حق مہر مبلغ دو ہزار روپے بذمہ خاوند محترم (۲) زیورات وزنی دس تولہ مالیتی ۷۳ ہزار روپے (۳) نقد رقم دس ہزار روپے اس وقت مجھے مبلغ ۵۰۰ روپے ماہوار مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ پروین اکمل ۵/۱۷ دارالصدر غربی ربوہ گواہ شد نمبر ا لطیف اے اکمل خاوند موصیہ گواہ شد نمبر ۲ عطاء اللہ ولد مولا بخش ۲۲/۴ دارالصدر غربی ربوہ۔

مسل نمبر ۲۹۶۲۶ میں لطف المنان طاہر باجوہ ولد چوہدری محمد حنیف باجوہ قوم باجوہ پیشہ طالب علم عمر ۱۷ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن ۶/۴۰ فیکٹری ایریا ربوہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبرو اکراہ آج بتاریخ ۹۴-۶-۲۸ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کوئی نہیں ہے اس وقت مجھے مبلغ ۱۰۰ روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد لطف المنان طاہر ۶/۴۰ فیکٹری ایریا ربوہ گواہ شد نمبر ا محمد منور وصیت نمبر ۶۶۴۸ گواہ شد نمبر ۲ سید عبد الغنی شاہ وصیت نمبر ۵۸۴۴۔

مسل نمبر ۲۸۶۲۷ میں در ثمین طاہر صاحبہ زوجہ محمد محمود طاہر صاحب قوم طور پیشہ خانہ داری عمر ۲۸ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن کواٹر نمبر تحریک جدید ربوہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبرو اکراہ آج بتاریخ ۹۴-۵-۲۰ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ (۱) طلائی زیورات وزنی ۱۴۶ گرام مالیتی ۰۰۔ ۵۸۴۰۰ روپے (۲) چاندی کا سیٹ وزنی ۳۰ گرام مالیتی ۰۰۔ ۱۸۰ روپے (۳) نقد رقم بصورت کیش ۲۰۰۰۰ روپے اس وقت مجھے مبلغ ۲۰۰ روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ در ثمین طاہر کواٹر نمبر ۲۶ تحریک جدید ربوہ گواہ شد نمبر ا محمد صادق وصیت نمبر ۱۰۸۲۹ خسر موصیہ گواہ شد نمبر ۲ محمد محمود طاہر وصیت نمبر ۲۵۹۳۸ خاوند موصیہ۔

مسل نمبر ۲۹۶۲۸ میں کلثوم اختر زوجہ احمد منیب صاحب قوم بھٹی پیشہ ملازمت عمر ۳۲ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن کیلے P.O ضلع شیخوپورہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبرو اکراہ آج بتاریخ ۹۴-۳-۱۷ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ (۱) حق مہر بذمہ خاوند محترم بیس ہزار روپے (۲) زیور طلائی ۹ تولہ مالیتی ۳۶ ہزار روپے اس وقت مجھے مبلغ تین ہزار روپے ماہوار بصورت ملازمت مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ کلثوم اختر زوجہ احمد منیب ساکن کیلے ضلع شیخوپورہ گواہ شد نمبر ا غوث محمد وصیت نمبر ۲۵۰۹۰ والد موصیہ گواہ شد نمبر ۲ محمد ثناء اللہ وصیت نمبر ۲۵۵۱۶۔

مسل نمبر ۲۹۶۲۹ میں نور احمد ولد چوہدری اللہ بخش صاحب قوم جٹ کاہلوں پیشہ فارغ عمر ۶۷ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن پھور مغلیاں چک R/B۱۱۷ ضلع شیخوپورہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبرو اکراہ آج بتاریخ ۹۴-۳-۲۴ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ ۱۔ زمین جدی سوا دو ایکڑ نہری واقع چک RB/۱۱۷ پھور مغلیاں ضلع شیخوپورہ مالیتی۔ ۹۰۰۰۰ روپے۔ ۲۔ زمین جدی دو ایکڑ نہری واقع چک RB/۱۱۷ پھور مغلیاں ضلع شیخوپورہ۔ مالیتی۔ ۲۰۰۰۰ روپے۔ ۳۔ زمین ۷ ایکڑ نہری واقع چک نمبر ۶۷ ۳ ضلع لیہ مالیتی۔ ۱۴۰۰۰۰ روپے۔ نقد رقم۔ ۱۲۰۰۰ روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ۔ /۵۱۰۰ روپے سالانہ آمد از جائیداد بالا ہے۔ ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گا ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد نور احمد چک نمبر ۱۱۷/ RB پھور مغلیاں ضلع شیخوپورہ۔ گواہ شد نمبر ا مختار احمد سیکرٹری وقف جدید چک ۱۱۷/ RB پھور مغلیاں ضلع شیخوپورہ۔ گواہ شد نمبر ۲ ممتاز احمد زعیم انصار اللہ چک ۱۱۷/ RB ضلع شیخوپورہ۔

مسل نمبر ۲۹۶۳۰ میں امتہ السلام زوجہ مظفر حسین بھٹی قوم جٹ کاہلوں پیشہ خانہ داری عمر ۵۰ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن چک ۱۱۷/ RB پھور مغلیاں ضلع شیخوپورہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبرو اکراہ آج بتاریخ ۹۴-۳-۴ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ ۱۔ پلاٹ واقع ماڈل ٹاؤن لاہور جو کہ مبلغ تین لاکھ میں خرید اگیا (/۳۰۰۰۰۰ روپے) ۲۔ زرعی زمین ساڑھے پانچ ایکڑ واقع چک ۱۱۷/ RB پھور مغلیاں ضلع شیخوپورہ۔ مالیتی۔ /۲۲۰۰۰۰ روپے۔ ۳۔ طلائی کانٹے ایک تولہ مالیتی۔ /۴۵۰۰ روپے۔ اور حق مہر دس ہزار روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ دو صد روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ اور مبلغ ۸۰۰۰ روپے سالانہ آمد از جائیداد بالا ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ اپنی جائیداد کی آمد پر بشرح چندہ عام تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتی رہوں گی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ۔ امتہ السلام چک ۱۱۷/RB پھور مغلیاں ڈاکخانہ خاص ضلع شیخوپورہ۔ گواہ شد نمبر ا مختار احمد سیکرٹری وقف جدید چک ۱۱۷/ RB ضلع شیخوپورہ۔ گواہ شد نمبر ۲ ممتاز احمد زعیم انصار اللہ چک ۱۱۷/RB ضلع شیخوپورہ۔

مسل نمبر ۲۹۶۳۱ میں نیر نعیم زوجہ نعیم احمد صاحب قوم وڑائچ پیشہ خانہ داری عمر ۳۰ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن چک ۱۱۷/RB چک پھور مغلیاں ضلع شیخوپورہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبرو اکراہ آج بتاریخ ۹۴-۶-۱۲ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ ۱۔ حق مہر۔ ۱۵۰۰۰ ہزار روپے بصورت زیور وصول شدہ۔ ۲۔ زیور طلائی پانچ تولہ مالیتی۔ ۲۳۰۰۰ روپے ۳۔ سلائی مشین پف سنگر مالیتی۔ ۷۰۰۰ ہزار روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ یکصد پچاس روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ۔ نیر نعیم زوجہ نعیم احمد ساکن چک نمبر ۱۱۷/ RB پھور مغلیاں ضلع شیخوپورہ حال پیر محل ضلع ٹوبہ۔ گواہ شد نمبر ا نعیم احمد وڑائچ وصیت ۲۶۲۷۶ خاوند موصیہ۔ گواہ شد نمبر ۲ محمد صدیق وصیت نمبر ۱۸۷۱۳۔

اطلاعات و اعلانات

سانحہ ارتحال

○ محترمہ خورشید بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم چوہدری خورشید احمد صاحب آف چک جھمرہ ضلع فیصل آباد حال دارالعلوم جنوبی ربوہ مورخہ ۱۷۔ اگست ۹۴ء بقضائے الٰہی وفات پا گئیں تھیں۔ ان کا جنازہ اسی روز بیت مہدی میں بعد از نماز عصر مکرم صوبیدار صلاح الدین صاحب نے پڑھایا اور بعد از تدفین مکرم چوہدری نذیر احمد صاحب نائب وکیل الزراعت نے دعا کرائی۔

موصوفہ مکرم چوہدری مشتاق احمد صاحب و چوہدری افتخار احمد صاحب سیلز مینجران آف سٹیٹ لائف انشورنس کارپوریشن آف پاکستان کی والدہ محترمہ تھیں۔

اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔

سالانہ مقابلہ مقالہ نویسی

خدام

’’کسوف و خسوف‘‘ کا

مرکزی مقابلہ مقالہ نویسی خدام ’’کسوف و خسوف‘‘ کی آخری تاریخ بڑھا کر یکم ستمبر کر دی گئی ہے۔ خدام کی خدمت میں درخواست ہے کہ زیادہ سے زیادہ تعداد میں شامل ہوں۔

(مہتمم تعلیم)

بدہضمی، گیس، پیٹ درد
اور پیٹ کی روزمرہ کی تکالیف کیلئے بفضلہ تعالیٰ
بہت مفید ہومیوپیتھک دوا
DIGESTINE
ڈائی جیسٹین قیمت /15 روپے
کیور ہومیو میڈیسن ڈاکٹر ہومیو پیتھک کمپنی گولبازار ربوہ
فون: 04524-771 , 04524-211283
فیکس: 04524-212299

خبریں

ربوہ : 28- اگست-1994ء
کل دوپہر تیز بارش ہوئی۔ آج صبح بھی بارش ہوئی درجہ حرارت کم از کم 20 درجے سنٹی گریڈ اور زیادہ سے زیادہ 34 درجے سنٹی گریڈ

○ صدر مملکت فاروق احمد خان لغاری نے کہا ہے کہ ایٹم بم کے مسئلے پر قائد حزب اختلاف مسٹر نواز شریف کا بیان غیر ذمہ دارانہ اور افسوسناک ہے۔ اپوزیشن لیڈر نہیں جانتے کہ اب کیا ہو رہا ہے۔ ایٹمی پروگرام کے بارے میں ان کی تازہ ترین اطلاعات تک رسائی نہیں۔ ایک سابق وزیر اعظم کو پتہ ہونا چاہئے کہ ایٹمی پروگرام پر کیا کہنا چاہئے۔ نواز شریف نے ملک دشمن اور ایٹمی پروگرام کے مخالفین کو پراپیگنڈہ کرنے کا موقع فراہم کر دیا ہے۔ اپوزیشن لیڈر کا بیان حقائق کے برعکس ہے۔ صدر نے سوال کیا کہ اگر نواز شریف کا دعویٰ درست ہے تو پھر بطور وزیر اعظم انہوں نے اس سے مختلف بیان کیوں دیا تھا اب جبکہ ان کی ایٹمی پروگرام سے متعلق معلومات تک رسائی بھی نہیں وہ کس طرح نقطہ نظر بدل سکتے ہیں۔

○ جاپان کی حکومت نے اپوزیشن لیڈر مسٹر نواز شریف کے بیان پر سخت تشویش کا اظہار کیا ہے۔ سفارتی ذرائع کے مطابق جاپانی سفیر مسٹر نواز شریف کے بیان کی وضاحت کے لئے ان سے جلد سے جلد ملنا چاہتے ہیں۔ اگر مسٹر نواز شریف اپنے بیان پر قائم رہے تو جاپان ۵۰ کروڑ ڈالر کی امداد روک سکتا ہے۔

○ مسلم لیگ (ج) کے سربراہ مسٹر حامد ناصر چٹھہ نے کہا ہے کہ نواز شریف اقتدار کی ہوس میں وطن سے غداری پر اتر آئے ہیں ایٹم بم کے بارے میں ان کا دعویٰ ملکی سالمیت کے خلاف گہری سازش ہے۔ ہمارے پاس ایٹم بم بنانے کے وسائل موجود نہیں۔ انہوں نے کہا کہ اگر نواز شریف مسلم لیگ (ن) کی صدارت چھوڑ دیں تو میں بھی مسلم لیگ (ج) کی سربراہی چھوڑ دوں گا۔

○ برطانوی موقر اخبار فنانشل ٹائمز نے لکھا ہے کہ نواز شریف کے بیان کے بعد بین الاقوامی نقادوں کو پاکستانی ایٹمی پروگرام پر نئے حملے کا بہترین موقع مل گیا ہے۔ نواز شریف نے ملک کی کوئی خدمت نہیں۔ یہ بیان نہایت مشکل وقت میں سامنے آیا ہے۔ پاکستان کے دشمن ملک بھارت میں اس بیان نے شعلے بھڑکا دیئے ہیں۔

○ جماعت اسلامی کے سابق امیر میاں طفیل محمد نے کہا ہے کہ جنرل ضیاء صلاح الدین ایوبی کے بعد مسلمانوں کا سب سے بڑا لیڈر تھا۔ نواز شریف نے احتجاجی تحریک بونگے پن سے شروع کی ہے ان کا سیاسی وزن کم ہو رہا ہے ملکی تحفظ اور سلامتی خطرے میں پڑ گئی ہے۔ انہوں نے کہا کہ بے نظیر کے آنے سے جس طرح بے حیائی رک گئی ہے شاید نواز شریف بھی اسے نہ روک سکتے۔

○ پیر صاحب پگاڑا نے کہا ہے کہ وقت قریب آ گیا ہے صرف چند دن انتظار کر لیں۔

○ وزیر اعظم نے کہا ہے کہ اپوزیشن کے ساتھ چند لوگ بھی نہیں وہ ٹرین مارچ کیا کرے گی۔ نواز شریف ملک سے مخلص نہیں۔

○ وزیر اعلیٰ پنجاب مسٹر منظور احمد وٹو نے کہا ہے کہ نواز شریف کے بیان سے ملکی سلامتی خطرے میں پڑ گئی ہے تحریک چلانا ان کے بس کی بات نہیں۔ ایٹم بم کے متعلق بیان دے کر انہوں نے اپنے پاؤں پر کلہاڑا مار لیا ہے اور سیاست سے اپنا پتہ کاٹ لیا ہے۔

○ کوئٹہ شہر میں رئیسانی اور بگٹی قبائل کے درمیان تصادم سے نواب اکبر بگتی کے تین نواسوں سمیت ۹۔ افراد ہلاک اور ۱۹۔ شدید زخمی ہو گئے۔ سریاب روڈ پر زبردست تصادم سے شہر میں خوف و ہراس پھیل گیا۔ ہلاک ہونے والے دوسرے افراد میں رکن صوبائی اسمبلی میر چاکر خان ڈومکی کے دو صاحبزادے ایک گارڈ اور ایک راہ گیر شامل ہیں۔

○ قائد حزب اختلاف مسٹر نواز شریف نے کہا ہے کہ قاضی حسین احمد صرف ان سوالوں کے جواب مانگا کریں جنہیں سن کر انہیں پریشانی نہ ہو۔ وہ بات نہ بڑھائیں ورنہ جوابی حملہ سے انہیں مشکل ہوگی انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بے نظیر بھٹو کے سیاسی کام کی نقل کرنے سے محفوظ رکھے۔ بے نظیر کا کوئی سیاسی عمل ایسا نہیں جس کی تقلید کی جا سکے۔ ہمارا جو بھی قدم اٹھے گا وہ پاکستان کی تعمیر کے لئے ہو گا۔

○ نواز شریف کے بیان کے بعد کنٹرول لائن پر صورت حال کشیدہ ہو گئی ہے۔ بھارتی فوج کی شدید فائرنگ کے جواب میں پاکستانی فوج نے جوابی فائرنگ کی جس سے سرحدی علاقوں میں خوف و ہراس کی لہر دوڑ گئی۔ بھارتی گن شپ ہیلی کاپٹروں نے ہنگامی پروازیں شروع کر دی ہیں۔

○ مقبوضہ کشمیر میں مجاہدین نے دو بھارتی میجروں سمیت ۱۶۔ بھارتی فوجیوں کو ہلاک کر دیا۔ دو مجاہدین سمیت ٦۔ شہری بھی شہید ہو گئے۔

○ مسٹر نواز شریف دورے پر لندن روانہ ہو گئے ہیں انہوں نے کہا کہ میں فرار نہیں ہو رہا تین دن بعد آ جاؤں گا۔ انہوں نے کہا میں اول آخر پاکستانی ہوں۔

○ ایک تجزیہ نگار نے کہا ہے کہ لندن میں آج کل جو سیاست زیر بحث ہے اس کے مطابق پنجاب نواز شریف کے حوالے کرنے' سندھ الطاف حسین کو اور سرحد و بلوچستان اے این پی کو دینے کی تجاویز طے کی جا رہی ہیں۔ الطاف حسین کے بے نظیر سے روابط ہیں وہ حب الوطنی کا سرٹیفکیٹ حاصل کرنے کے بعد واپس آ کر پھر وہی کردار ادا کریں گے جو مجیب الرحمٰن نے کیا تھا۔

○ وفاقی وزیر جے سالک کشمیر اور بوسنیا میں مسلمانوں پر مظالم کے خلاف احتجاجاً اپنی وزارت سے مستعفی ہو گئے ہیں۔ تاہم انہوں نے کہا کہ مجھے بے نظیر بھٹو پر مکمل اعتماد ہے جنہوں نے مظلوم اور غریب طبقہ میں سے ایک فرد کو وزیر بنایا۔

○ میر مرتضیٰ بھٹو نے کہا ہے کہ ہم مفاد پرستوں کو پارٹی سے نکال پھینکیں گے۔

○ ایم کیو ایم سے مصالحت کے آثار دکھائی دے رہے ہیں۔ کارکنوں کے مقدمات پر غور کرنے کے لئے ۳۔ رکنی کمیٹی کے قیام پر اتفاق رائے کر لیا گیا ہے۔ اس میں ایک نمائندہ فوج کا ایک ایم کیو ایم کا اور ایک حکومت کا نمائندہ شامل ہو گا۔ اس بارے میں رکن سندھ اسمبلی سید پرویز علی شاہ نے آرمی چیف جنرل عبدالوحید اور ایم کیو ایم کے اشتیاق اظہر سے ملاقاتیں کیں۔ وہ اشتیاق اظہر سے ملاقات کے دوران اٹھ کر جی ایچ کیو گئے اور جنرل وحید کو معاملات سے آگاہ کیا۔ ملاقاتیں خوشگوار ماحول میں ہو رہی ہیں۔ ایم کیو ایم نے کہا ہے حقیقی گروپ کراچی کے حالات خراب کر رہا ہے چوہدری نثار اس کی سرپرستی کرتے ہیں۔

○ پیر صاحب پگاڑا نے کہا ہے کہ ٹرین مارچ والے ٹرین میں ہی رہ جائیں گے۔ سیٹی کسی اور کے لئے بجے گی۔ امن و امان کی صورت حال اب فرشتے ہی آ کر درست کریں گے۔ وہ آئیں تو افاقہ ہو گا۔

○ ایک اخبار نے خبر دی ہے کہ پنجاب کواپریٹو بورڈ نے کواپریٹو متاثرین کو ریلیف دینے کے لئے کابینہ کی اقتصادی رابطہ کمیٹی کو غلط اور جھوٹے مواد پر مشتمل رپورٹ بھجوا دی ہے۔ جس میں پیپلز پارٹی کے لوگوں کے نام شامل ہیں جبکہ اپوزیشن کے بڑے بڑے لوگوں کے نام نکال دیئے گئے ہیں۔

○ وزیر اعظم نے ٹرین مارچ کی آڑ میں بدامنی پھیلانے والوں کو معاف نہ کرنے کی ہدایات جاری کی ہیں ملک بھر میں حفاظتی اقدامات کی ہدایات کے ساتھ عوام کی جان و مال کے تحفظ کے لئے کہا گیا ہے۔ چاروں وزرائے اعلیٰ اس سلسلے میں باہمی رابطہ کر رہے ہیں۔ پولیس کی چھٹیاں منسوخ کر دی گئی ہیں۔

○ امریکہ نے پاکستان میں منشیات ختم کرنے کی امداد پر پابندی عائد کر دی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ملک میں منشیات کی ریل پیل ہونے کے باوجود کچھ عرصہ سے پاکستان میں چرس اور ہیروئن کی کوئی بڑی مقدار نہیں پکڑی گئی۔

اطلاع عام
دواخانہ ہذا میں جنرل پریکٹس اور خاص طور پر مرض اٹھرا - زنانہ و مردانہ مخصوص امراض - اور برائے اولاد نرینہ کا علاج بفضلہ تعالیٰ حضرت حکیم خورشید احمد صاحب کے تربیت یافتہ معالجین کے ہاتھوں جاری ہے
منیجر خورشید یونانی دواخانہ (رجسٹرڈ)
ربوہ فون : 211538

مسوڑھوں سے خون آنا اور بال گرنا
عام شکایات ہیں لیکن ہیں قابل فکر!
(ہومیوپیتھک) **پائیوریا پاؤڈر**
مسوڑھوں سے خون آنے کیلئے
(ہومیوپیتھک) **فالنگ ہیئر آئل** گرتے بالوں کیلئے
کیور ٹو میڈیسن (ڈاکٹر لبوہ ہومیو) **کمپنی** گولبازار ربوہ
فون، 04524-211283 ، 04524-771
فیکس 04524-212299

لیسر موٹاپا 30/-
ہمدرد سونسواں (حبوب اٹھراء) 15/-
دوائی فضل الٰہی برائے اولاد نرینہ 150/-
زد جام عشق 600/-
اکسیر لیکوریا کیپسول 30/-
کلین اپ چہرے کے غیر ضروری بالوں کیلئے 15/-
سفوف اکسیر شوگر 30/-
جدید دواخانہ خدمت خلق گولبازار - ربوہ فون : 659